Date
Page

سوانح

स्वानेह

यादगार ग़ालिब

خاکے

ख़ाके

انشائیے

इन्शाइये

CLASSMATE
Date
Page

B·A I I paper

سوال نمبر - مرزا غالب نے سرکاری ملازمت سے انکار کیوں کیا؟

جواب - جب دہلی میں - دہلی کالج قائم کیا گیا تو انگریز حکومت کے سکریٹری جو اس علاقے کے گورنر بھی تھے انہوں نے اس کالج میں عربی استاد کی طرح فارسی تعلیم کے لئے بھی ایک استاد رکھنا چاہا - جس کے لئے انہوں نے مرزا غالب کا انتخاب کیا - دستور کے مطابق مرزا پالکی میں سوار ہو کر گورنر ہاوس گئے اور پالکی میں اس انتظار میں بیٹھے رہے کہ اندر سے کوئی ان کی تعظیم کے لئے آئے گا - کافی انتظار کے بعد گورنر نے خود آ کر ان سے کہا کہ جناب اگر آپ کو گورنر کے دربار میں بلایا جاتا تو یقیناً آپ کا استقبال کیا جاتا - لیکن کیوں کہ اس وقت آپ

ملازمت کے لئے آتے ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے۔

مرزا نے گورنر کے یہ الفاظ سن کر کالج کی ملازمت کا

ارادہ چھوڑ دیا کہ جس ملازمت کی وجہ سے وہ پہلی

جیسی عزت سے محروم ہو جائیں ایسی ملازمت کا

کیا فائدہ؟

classmate
Date
Page

سوال نمبر ۲ - مرزا غالب کے اخلاق و عادات پر ایک مختصر نوٹ لکھیئے -

جواب - مرزا غالب انتہائی با مروت، با اخلاق اور ہنسنے ہنسانے والے انسان تھے - وہ جس سے بھی ملتے انتہائی خوش دلی سے ملتے - اس لئے ان کے دوست بہت تھے جس میں امیر، غریب - خاص و عام سب شامل تھے - وہ اپنے دوستوں سے مل کر بہت خوش ہوتے تھے - اور دوسروں کی خوشی میں خوش اور دوسروں کے غم میں غمگین ہو جایا کرتے تھے - ان کے دوست ملک کے کونے کونے میں موجود تھے جس کی وجہ سے روز کافی تعداد میں ان کے پاس خط آیا کرتے تھے ان کی آمدنی کم تھی لیکن دل بہت بڑا تھا - اس لئے کوئی بھی ضرورت مند ان کے دروازے سے خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا

اس کے علاوہ مرزا کی طبیعت میں بلا کی شوخی

تھی - حاضر جوابی اور بات میں بات پیدا کرنا ان
کی فطرت تھی - وہ بہت اصول پرست انسان تھے - جس
کی وہ سختی سے پابندی کرتے تھے - مرزا اگرچہ مذہبی
نہیں تھے - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اسلام
کو مانتے نہیں تھے - ان کو خدا کے وجود پر پکا یقین تھا -

Date
Page

سوال نمبر ۳ — مرزا کے قید ہونے کا واقعہ

مرزا غالب اپنی عادت کے مطابق ایک مرتبہ شطرنج کی طرح کا ایک کھیل "چوسر" کھیل رہے تھے - اسی وقت شہر کا پولیس کوتوال جس سے مرزا کی ہمیشہ ان بن رہا کرتی کرتی تھی - اس نے مرزا کے گھر پر چھاپہ مار کر ان کو گرفتار کر لیا جس کی وجہ سے وہ تقریباً تین مہینے قید میں رہے لیکن اس طرح رہے جیسے وہ اپنے گھر میں رہتے تھے -

سوال - غالب غدر کے زمانے میں

1857 عیسوی میں جب تمام ہندوستانیوں نے متحد ہو کر
انگریزوں کی حکومت اور ان کے ظلم کے خلاف بغاوت
کی تو انگریزوں نے اسے غدر کا نام دیا - ہندوستانیوں کی
اس پہلی خونی بغاوت کے دوران انگریز حکومت نے
قصوروار اور بے قصور تمام ہندوستانیوں پر ظلم و ستم کے
اپنے دروازے کھولے جہاں لوٹ مار قتل و غارت گری
کے علاوہ کچھ نہ تھا - ایسے خوف اور دہشت کے درناک
ماحول میں مرزا غالب نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا
اور غدر یعنی (بغاوت) کے حالات لکھنا شروع کیا

ناول (ناؤ نوشن) شراب پینا

سوال - مرزا غالب کی شراب نوشی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

جواب - مرزا کو مدت سے رات کو سوتے وقت کسی قدر پینے کی عادت تھی لیکن جو مقدار انہوں نے مقرر کر لی تھی اس سے زیادہ کبھی نہیں پیتے تھے - جس بکس میں بوتلیں رہتی تھی اس کی کنجی داروغہ کے پاس رہتی تھی اور اس کو سخت تاکید تھی کہ اگر رات کو بے خودی کے عالم میں مجھ کو زیادہ پینے کا خیال آئے تو ہرگز میرا کہنا نہ ماننا اور چابی نہ دینا اکثر ایسا ہوتا کہ وہ رات کو چابی مانگتے اور نشے میں داروغہ کو بھلا برا کہتے مگر داروغہ خیر خواہ تھا ہرگز چابی نہ دیتا - ایک تو وہ مقدار میں بہت کم پیتے تھے دوسرے اس میں گلاب ملا لیا کرتے تھے جس سے اس کی گرمی اور تیزی کم ہو جایا کرتی تھی ـــ

سوال نمبر 6 ۔ نذیر احمد نے اپنے بچپن کے کون کون سے واقعات کو مزے لے کر بیان کیا ہے ؟

جواب ۔ نذیر احمد نے نہ صرف اپنے بچپن کی غریبی اور تنگدستی کا حال بیان کیا ہے بلکہ محلّے کی مسجد کے مولوی صاحب سے کلام مجید اور عربی ادب کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ہی پورے محلّے سے کھانا جمع کرنے اور اپنی ہونے والی بیوی کا کے ذریعے زبردستی مصالحہ پسوانے کی باتیں بڑے ہی پر لطف انداز میں بیان کی ہیں ۔ اس کے علاوہ دہلی کالج میں امتحان دینے والوں کی بھیڑ میں زبردستی گھس کر گر جانا اور پھر اسی کالج میں اپنی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے داخلہ حاصل کرنے کے واقعات بھی بڑے دلچسپ انداز میں بیان کئے ہیں

classmate
Date
Page

سوال ۔ نذیر احمد کو اپنی تعلیم پر ناز کیوں تھا ؟

جواب ۔ نذیر احمد کو اپنی تعلیم تعلیم پر ناز کیوں تھا ۔ کیونکہ اس زمانے میں تعلیم کا معیار بڑا پاکیزہ اور بلند تھا ۔ اس میں پڑھانے والے استاد اپنے مضمون میں کامل ہوا کرتے تھے اور پڑھنے والے استاد اپنے مضمون میں کامل ہوا کرتے تھے اور پڑھنے والے طالب علم تعلیم کی اہمیت اور حقیقت کو جان کر بھوکے پیٹ رہ کر اور طرح طرح کی پریشانیاں اٹھا کر تعلیم حاصل کرتے تھے ۔

سوال — آج کل کی تعلیم میں نذیر احمد کے نزدیک کیا خامی ہے

جواب — نذیر احمد کے نزدیک آج کل کی تعلیم غیر معیاری غیر اہم اور زبردستی حاصل کی جانے والی اور کچی ہے یعنی ایک ایسی دیوار کی طرح ہے جس کے بنانے میں اینٹ، پتھر کنکر، چونا کا استعمال کیا گیا ہو اور جو اس قدر کمزور ہو کہ محض ایک معمولی دھکے سے گر جائے —

Date
Page

سوال - مرزا فرحت اللہ بیگ کی ادبی خدمات پر روشنی ڈالیے؟

جواب - مرزا فرحت اللہ بیگ موجودہ دور کے صاحب طرز خاکہ نگار، انشا پرداز اور مزاح نگاروں میں ہیں - وہ اردو کے چند ان ادیبوں میں سے ہیں جنھوں نے دہلی کی بامحاورہ اور ٹکسالی زبان کو ادبی وقار کے ساتھ پیش کیا ہے ان کی مزاح میں طنز کے نشتروں کے ساتھ ادبیت بھی پائی جاتی ہے - فرحت اللہ بیگ کی ابتدائی تصنیف "فرطالم" کی شرح ہے

"نذیر احمد کی کہانی کچھ میری کچھ ان کی زبانی" اور دہلی کا "یادگار مشاعرہ" آپ کی مشہور تصانیف ہیں

"دہلی کا یادگار مشاعرہ" فرحت اللہ کے اپنے انوکھے اسلوب - عبارت آرائی اور مزاح کے الفاظ کی چاشنی کے سبب ایک یادگار ادبی شہ پارہ بن گیا ہے - وہ اپنے

ایک مضمون میں خود لکھتے ہیں کہ " خوش اخلاقی ایک بہت
مشکل کام ہے اس مفہوم کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ ہم
ایک ایسا مضمون لکھنا چاہتے ہیں کہ پڑھنے والا پڑھتا رہے
اور ہنستا رہے ۔ ہمیں ایسے مضمون تحریر کرنا ہے کہ ہونٹ
پر مسکراہٹ کھِل جائے کیونکہ خوش اخلاقی کی ایک
سب سے بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں سوقیانہ پن
نہ ہو "
اور اس میں شک نہیں کہ فرحت اللہ بیگ کے
مضامین میں اسی قسم کی خوش اخلاقی موجود ہوتی ہے ۔ ان کی
تحریر میں کہیں کہیں طنز کے چبھتے ہوئے نشتر بھی ملتے ہیں جو
پڑھنے والے کے ذہن پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ ان کے
مضامین میں مزاح کے ساتھ ادبیت بھی پائی جاتی ہے
فرحت کو کردار نگاری میں بھی کمال حاصل ہے آخری وصیت

classmate

Date

Page

میں انہوں نے وحیدالدین کا کردار بڑے ہی دلکش پیرائے

میں پیش کیا ہے اور اسی طرح وہ منظر نگاری میں بھی کامل

قدرت رکھتے ہیں

غرض یہ کہ فرحت اللہ بیگ نے جو بھی لکھا

اور جتنا بھی لکھا ہے وہ اردو ادب کے خزانے میں کسی

بیش بہا موتی سے کم نہیں ہے

سوال نمبر - خاکہ نگاری کسے کہتے ہیں ؟

جواب - خاکہ نگاری لفظ اسکیچ کا اردو ترجمہ ہے اس کو قلمی تصویر بھی کہتے ہیں ۔ خاکہ سے مراد ایک ایسی نثری تحریر ہوتی ہے جس میں کسی شخص کی نمایاں خصوصیات کو ایسے انداز میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی ظاہری اور باطنی خوبیوں کو اس طرح پیش کیا جائے جو اس کی خاص پہچان ہوں - اس طرح خاکہ پڑھنے والے پر اس شخص کا ایک بھرپور تاثر چھوڑتا ہے یہ تاثر جتنا زیادہ ہوگا خاکہ اتنا ہی کامیاب مانا جائے گا ۔

Date
Page

سوال نمبر ا - نام دیو مالی کی شخصیت پر ایک نوٹ لکھیے؟

جواب - سوانح، خاکے، انشائیے اور مضامین ان لوگوں پر لکھے جاتے ہیں - جو سماج میں کافی بلند اور اہم مقام رکھتے ہوں - لیکن بابائے مولوی عبدالحق نے ایک معمولی نیچ ذات مالی کا خاکہ لکھ کر نہ صرف اس قدیم روایت کو توڑ دیا - بلکہ یہ ثابت کر دیا کہ انسان "بڑا" یا "اہم" اپنے اچھے اعمال وحسن اخلاق اور عمل سے بنتا ہے -

انسان کو بڑا بننے کے لئے اعلی ذات کا -

خوبصورت یا تعلیم یافتہ ہونا ضروری نہیں ہے - اسی لئے مولوی عبدالحق نے اورنگ آباد دکن کے ایک باغ میں اپنی نگرانی میں کام کرنے والے ایک معمولی انسان یعنی "باغ کے مالی" یا باغبان کی خوبیوں سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اس کی موت کے بعد بھی وہ اس کو بھلا نہ سکے اور ان کے دل دماغ اور ضمیر پر وہ

چھایہ اور بالآخر اس کی شخصیت نے مولوی صاحب کو
یہ خاکہ لکھنے پر مجبور کر دیا ۔

نام دیو مالی مولوی عبدالحق کی نگرانی میں ایک
باغ میں کام کرنے والا مالی تھا ۔ بقول عبدالحق صاحب کے
کہ " وہ صبح صادق سے لے کر شام کو دیر تک باغ کی دیکھ بھال
میں اس قدر مصروف رہتا تھا کہ اس کو دیکھ کر تعجب ہوتا تھا
کہ وہ آدمی ہے یا کوئی مشین جو کبھی تھکتی تک نہیں ہے ۔
عبدالحق لکھتے ہیں کہ جب میں باغ میں اس کو کام
کرتے دیکھتا تو دیکھتا ہی رہتا اسے خبر ہی نہ ہوتی کہ کوئی اسے
دیکھ رہا ہے وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنے کام میں رہتا
تھا ۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس لیے باغ ہی اس کا گھر
تھا اور وہ پیڑ پودوں کو ہی اپنی اولاد تصور کرتا تھا
وہ ہر ایک پیڑ پودے اور پھول کی اس طرح پرورش

اور دیکھ بھال کرتا جیسے والدین اپنے بچوں کی کرتے ہیں ایسا لگتا تھا جیسے وہ ان سے باتیں کر رہا ہو۔

جہاں وہ ہر ایک ہرے بھرے، سرسبز و شاداب پودوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا تھا تو وہیں وہ کسی پیڑ پودے میں کیڑا لگ جائے یا کسی وجہ سے سوکھ جائے یا بیمار ہو جائے پر وہ بہت بے چین ہو جاتا اور کسی نہ کسی طرح وہ بازار سے دوائیں لا کر ان کا بڑی توجہ سے علاج کرتا اور جب وہ پیڑ پودے پوری طرح تندرست نہ ہو جاتے اس کو چین نہ آتا تھا۔

اسی طرح باغ میں کام کرتے کرتے اس کو بہت سی جڑی بوٹیوں کی پہچان بھی ہو گئی تھی۔ اس لئے اکثر وہ ان جڑی بوٹیوں سے لوگوں کا بھی علاج کرتا رہتا تھا۔

وہ نہ صرف خود صفائی پسند تھا بلکہ اپنے باغ اور

اپنے چمن کو بھی صاف ستھرا رکھتا تھا

ایک سال خشک سالی کی وجہ سے اور بارش نہ ہونے

کی وجہ سے شہر کے دوسرے مقامات کے پودے اس آفت

کا شکار ہو کر یا تو مرجھا گئے یا ختم ہو گئے لیکن رام دیومالی

کا باغ پھر ویسا ہی ہرا بھرا رہا کیونکہ رام دیو مالی دن ہو یا رات

کبھی بھی اور کہیں سے بھی پانی لے کر آتا تھا اور اپنے پودوں

کی زندگی بچائے رکھتا تھا ۔

رام دیو مالی خوددار اس قدر تھا کہ مولوی صاحب

نے اس کے کام سے خوش ہو کر کئی بار انعام دینا چاہا مگر ہر بار

اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ " کوئی اپنے بچوں کی پرورش اور

دیکھ بھال کے لئے انعام کا مستحق سمجھا جاتا ہے "

غرض یہ کہ رام دیو مالی اپنے کام کی سچی لگن اور

دوسری تمام خوبیوں کی بدولت ہی ایک اعلیٰ مقام حاصل

Date ____
Page ____

سکر چکا تھا اس نے زندگی میں نہ کبھی بیڑی سگریٹ میں
ہاتھ لگایا اور نہ شراب پی اور نہ کبھی کسی سے نہ کسی طرح
کا لڑائی جھگڑا ہی کیا - وہ بہت سیدھا سادہ اور بھولا
بھالا تھا - عاجزی و انکساری - نیکی، عزت و احترام
کے علاوہ اپنے کام میں سچی وفاداری اور سخت سے سخت
موسموں اور حالات میں بھی اس کے ہونٹوں پر کھیلتی مسکراہٹ
نے اسے کندن بنادیا تھا - اسی لئے نام دیومالی نیک اور شریف
بھی تھا اور بہت "بڑا" بھی تھا اور اس طرح ایک دن اس
نے اپنے کام کی ایماندارانہ مصروفیت اور وفاداری کی بدولت
اپنے پیارے "چمن" پر شہد کی مکھیوں کے حملے کے نتیجے میں
اپنی جان قربان کردی ____

سوال انشائیہ کسے کہتے ہیں

جواب - اردو ادب میں دیگر اصناف ادب کی طرح انشائیہ بھی نثر کی ایک خاص قسم ہے - دراصل مغربی ادب کے اثرات سے جو نثری اصناف وجود میں آئیں - ان میں سے انشائیہ بھی ایک ہے ویسے انشائیہ کو اردو زبان میں مضمون بھی کہا جاتا ہے اور آج کل تو ادب کی نثر Essay کی طرح کسی خاص قسم کے مضمون کو "انشائیہ" کہا جاتا ہے انشائیہ کی کوئی ایک تعریف ممکن نہیں ہے انشائیہ مصنف کا ذاتی تاثر بھی ہو سکتا ہے جس میں ادبی چاشنی کی بھی بہت ضرورت ہوتی ہے

انشائیہ میں شگفتگی اور خیال آفرینی کے ساتھ انشاپرداز زندگی کی عام یا خاص کسی بھی بات کو اپنی ذہنی صلاحیت اور علمیت سے اپنے پر لطف انداز

میں بیان کر دیتا ہے انشائیہ کے لیے موضوع کی کوئی قید

نہیں ہے یہ کسی بھی موضوع پر لکھا جا سکتا ہے

درحقیقت انشائیہ وہی کامیاب مانا جاتا ہے

جو پڑھنے والے کو شگفتگی فراہم کرے کیونکہ مزاح انشائیہ

کا خاص جوہر ہوتا ہے

اردو میں انشائیہ کی ابتدا محمد حسین آزاد اور

الطاف حسین حالی کے ہاتھوں ہوئی تھی اور بعد میں فرحت اللہ

بیگ اور خواجہ حسن نظامی - پطرس بخاری وغیرہ نے اس

روایت کو آگے بڑھایا

سوال ۔ تعصب سے ہونے والے نقصانات بتائیے

جواب ۔ سر سید احمد خان نے اپنے اس انشائیہ میں تعصب کو انسان کی عادتوں میں سب سے بڑی لعنت قرار دیا ہے ۔ وہ بتاتے ہیں کہ تعصب بھی کئی قسم قسم کا ہوتا جیسے کہ مذہبی، تہذیبی، معاشرتی زبان اور رنگ و نسل سے متعلق تعصب اس کی کئی قسموں میں شامل ہے

سر سید کے قول کے مطابق تعصب انسان کی تمام نیکیوں اور خوبیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ متعصب انسان یعنی اپنے دل میں کسی دوسرے سے نفرت و عداوت رکھنے والا آدمی کبھی دوستی اور محبت کو نہیں سمجھتا ۔ ایسا ہر شخص بہترین ہنرمند، فن کار اور تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اپنے دل میں تعصب رکھنے کی وجہ سے اپنی بہترین، خوبیوں کو اعلیٰ اور بلند مقام تک لے جانے میں ناکام رہتا ہے ۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود دوستی اور محبت سے ناواقف رہتا ہے

classmate
Date
Page

سرسید آگے لکھتے ہیں کہ ایسی بہت سی قومیں ہیں جو

محض اپنے تعصب کی وجہ سے اپنے اخلاق وعلم وہنر۔ عقل و

دانش۔ مال و دولت میں اعلیٰ مقام رکھنے کے باوجود ذلیل و

خوار، بدنام و ناکام ہوگئیں۔ اس کے برعکس کچھ ایسی بھی

قومیں ہیں جنھوں نے دوسری قوموں سے اچھی اچھی باتیں

سیکھیں اور انہیں اپنا کر ادنیٰ درجہ سے ترقی کرتے ~~کر~~ کر

ہوتے اعلیٰ درجہ تک پہنچ گئیں۔

سرسید اپنے ملک کے عوام میں بھی تعصب کی

اس بدخصلت اور شدید برائی کو دیکھ رہے تھے جو ملک وقوم

کی ترقی میں حائل تھی

سرسید کا تو یہ ماننا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اور

اور ان کے علم الگ الگ ہیں ہیں۔ ان میں بہت سے اچھے ہیں

جو ہماری ترقی میں معاون ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان کو سیکھنے اور

سمجھنے میں ہمیں تعصب سے کام نہیں لینا چاہئے۔ ہر مسلمان

P.T.O

کو ہر علم سیکھنا چاہیے۔ مذہب اسلام ایسا انسانی پختہ
اور سچا مذہب ہے۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت نقصان
نہیں پہنچا سکتی ہے۔

شہزادے کا بازار میں گھسٹنا

یہ خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا ایک انشائیہ ہے جس میں انہوں نے ایک مغل شہزادے نصیر الملک کا سچا واقعہ بیان کیا ہے کہ کس طرح وہ دولت اور حکومت کے نشے میں چور تھا اور اسی تکبر کی وجہ سے اس نے ایک فقیر کی بے عزتی کی اور اس نے بھی غصے میں آکر نصیر الملک کو بددعا دی کہ خدا کرے تو بھی اسی طرح زمین میں گھسٹے جیسے میں گھسٹ رہا ہوں اس واقعہ کچھ ہی دن بعد ان کی حکومت جاتی رہی اور وہ شاہ سے گدا ہو گئے اور پھر فالج کے حملے کی وجہ سے ان کی دونوں ٹانگیں بے کار ہو گئیں اور پھر وہی دلی تھی جس میں وہ شان سے اکڑ کر چلتے تھے اور اب پھر وہی دلی ہے جس میں گھسٹتے ہوئے چلتے ہیں

اسی لئے اس سچے قصے کو لکھنے والے خواجہ حسن نظامی

classmate
Date
Page

آج کی نئی نسل کو یہ نصیحت کرتے ہیں اور وارننگ دیتے
ہیں کہ وہ اپنے بزرگوں اور آباؤ اجداد سے ملی وراثت کو ہی
اپنی منزل نہ سمجھیں اور ان کی کمائی پر ان شہزادوں کی طرح
عیش نہ کریں بلکہ ابھی وقت ہے سنبھل جائیں اور اپنے
آباؤ اجداد کی طرح صلہ رحمی اور انسانیت پرستی اور مذہبی
فرائض کی سختی سے پابندی کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کی طرح
بزرگ بننے کی صلاحیت پیدا کریں ورنہ وہ دن دور نہیں
جب ان کا انجام بھی مغل شہزادوں کی طرح ہو سکتا ہے

—x—